سید حسن عباس

مکتوباتِ ابو محمد سحر بنام پروفیسر حنیف نقوی

(الف)

اردو کے صاحب طرز شاعر و ادیب اور محقق و نقاد نیز اردو کے استاد کی حیثیت سے پروفیسر ابو محمد سحرؔ (۱۹۲۸۔۲۰۰۲ء) کی شخصیت پوری طرح متعارف ہے۔ اگرچہ وہ گوشہ نشیں اور خاموش طبیعت کے مالک تھے مگر ان میں انسان دوستی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔

ابو محمد سحرؔ کا تعلق فتح پور (اتر پردیش) سے تھا۔ وہیں پیدائش ہوئی اور وہیں کے مدرسہ اسلامیہ سے تعلیم مکمل کر کے الہ آباد آ کر بی اے اور ایم اے کیا۔ پھر آگرہ یونیورسٹی سے امیر مینائی پر پی ایچ ڈی کا تحقیقی مقالہ لکھ کر ۱۹۶۴ء میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔

۱۹۵۳ء میں حمیدیہ کالج بھوپال میں اردو کے لکچرر ہو کر بھوپال چلے گئے اور پھر وہیں کے ہو رہے۔ پروفیسر ابو محمد سحر نے کچھ دنوں تک ریوا (بھوپال) میں بھی درس تدریس کی ذمہ داریاں انجام دی تھیں پھر وہ حمیدیہ کالج واپس آگئے جہاں پروفیسر اور صدر شعبۂ اُردو رہے۔ انھوں نے کالج کی پرنسپل شپ سے ہمیشہ انکار کیا مگر پروفیسر انچارج کے طور پر ذمہ داری ضرور انجام دی۔ قبل از وقت ملازمت سے ریٹائرمنٹ لے کر لکھنے پڑھنے کے کاموں میں یک سوئی سے لگے رہے۔

ابو محمد سحرؔ صاحب نے جن موضوعات پر قلم اٹھایا ہے کم و بیش سب کے سب اُس وقت تک اگرچہ اَن چھوے نہیں تو ایک اعتبار سے نئے ضرور تھے۔ کیوں کہ یا تو ان پر توجہ نہیں دی گئی یا پھر اُن سے انصاف نہیں کیا گیا۔ سرسری اس جہاں سے گزرے، والا معاملہ ضرور کہا جا سکتا ہے۔ انھوں نے 'قصیدہ' جیسی صنف سخن کو اپنی تحقیق کا موضوع منتخب کیا اور امیر مینائی جیسے قدآور مگر نظر انداز شاعر، ادیب اور لغت نویس و تذکرہ نگار کو بھی۔ زبان اور لغت سے بھی دل چسپی دکھائی اور املا اور اس کی اصلاح پر بھی توجہ دی۔ غالبؔ جیسے سدا بہار شاعر بھی ان کے مطالعے اور تحقیق کا موضوع بنے۔ غرض ابو محمد سحرؔ نے ادب کے ان گوشوں کو منور کرنے کی نہایت مخلصانہ کوشش کی ہے جن سے عام طور پر اس وقت تک انصاف نہیں کیا جا سکا تھا۔ ان کی تصنیفات و تالیفات درج ذیل ہیں،،۔

۱۔ اردو میں قصیدہ نگاری اشاعت اول ۱۹۵۸ء اس کے بعد کئی ایڈیشن نکلے، ۲۔ تنقید و تجزیہ (مجموعہ مضامین) ۱۹۶۱ء ۳۔ مطالعۂ امیرؔ ۱۹۶۵ء، ۴۔ انتخاب قصائد اردو مع مقدمہ و حواشی ۱۹۶۹ء، ۵۔ غالبیات کے چند مباحث ۱۹۷۳ء، ۶۔ اردو املا اور اس کی اصلاح ۱۹۸۲ء، ۷۔ زبان اور لغت ۱۹۸۳ء، ۸۔ غالبیات اور ہم، ۹۔ برگ غزل (شعری مجموعہ۔ غزلیات) ۱۹۸۱ء ۱۰۔ اردو رسم الخط اور املا، ۱۹۹۹ء۔ ۱۱۔ ادبی تحقیق و تنقید (مجموعۂ مضامین) ۲۰۰۸ء۔

پروفیسر ابو محمد سحرؔ کا آخر الذکر مجموعۂ مضامین ''ادبی تحقیق و تنقید'' ان کے قائم کردہ ادارے مکتبۂ ادب بھوپال سے ان کی وفات کے بعد ان کی ایک اور کتاب 'مطالعۂ امیرؔ' کے ساتھ شائع ہوا۔

ابو محمد سحرؔ صاحب کو کئی اہم اعزازات بھی حاصل ہوئے جن میں سب سے اہم غالبؔ ایوارڈ ہے۔ مدھیہ پردیش اردو اکادمی بھوپال کا 'خسرو ایوارڈ' اور اتر پردیش اردو اکادمی ایوارڈ بھی ان اعزازات میں شامل ہیں جو سحر صاحب کو دیے گئے۔

نگار پاکستان نے اگست ۲۰۰۲ء میں سحؔر صاحب کی وفات کے بعد ایک خاص شمارہ ان کی یاد میں شائع کیا۔ مکتبۂ ادب بھوپال نے ''صاحب فکر ونظر ڈاکٹر ابو محمد سحؔر'' کے عنوان سے ۲۰۰۶ء میں ایک یادنامہ شائع کیا جو سحؔر صاحب کی شخصیت اور علمی کارناموں پر مشتمل مشاہیر اہل قلم کی نئی پرانی تحریروں کا نہایت عمدہ اور وقیع مجموعہ ہے جس میں تصاویر بھی شامل ہیں۔ اس مجموعے کے مرتبین کوثر صدیقی اور مختار شمیم ہیں۔

اب پروفیسر حنیف نقوی کے بارے میں

(ب)

عصر حاضر کے معروف محقق اور غالب شناس پروفیسر حنیف نقوی کی ولادت ان کے آبائی وطن سہسوان اور وفات بھی سہسوان میں ہی ہوئی۔ انھوں نے ابتدائی تعلیم وطن میں ہی حاصل کی۔ ۱۹۵۹ء میں وکرم یونیورسٹی اُجین سے بی اے میں فرسٹ ڈویژن اور فرسٹ پوزیشن اور ایم۔اے اردو ۱۹۶۱ء میں وہیں سے فرسٹ ڈویژن اور فرسٹ پوزیشن سے کامیابی حاصل کی۔ ایم۔اے (فارسی) بنارس ہندو یونیورسٹی میں، ملازمت کے بعد ۱۹۷۳ء میں فرسٹ ڈویژن اور فرسٹ پوزیشن سے پاس کیا تھا۔ پروفیسر نقوی نے پروفیسر ابو محمد سحر کی زیر نگرانی، اردو شعرا کے تذکروں کا تحقیقی اور تنقیدی مطالعہ، کے موضوع پر معرکۃ لآرا تحقیقی مقالہ لکھ کر اردو میں وکرم یونیورسٹی سے ۱۹۶۸ء میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ ان کے اساتذہ میں ان کے نانا منشی شاکر حسین نکہت، مولوی حکیم سید اعجاز احمد معجز، پروفیسر گیان چند، پروفیسر ابو محمد سحر اور پروفیسر محبوب الرحمٰن کے نام نمایاں اہمیت رکھتے ہیں۔ ۲۶ جون ۱۹۶۶ء کو ان کی شادی ہوئی تھی۔ ان کے پس ماندگان میں شریک حیات کے علاوہ ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں ہیں۔ انھوں نے اپنی تدریسی زندگی کا باقاعدہ آغاز نومبر ۱۹۶۱ء میں سفینہ انٹر کالج، بھوپال میں اسسٹنٹ ٹیچر سے کیا۔ جہاں وہ مئی ۱۹۶۲ء تک بہ حیثیت لکچرر رہے۔ اس کے بعد ایک سال تک حمیدیہ کالج بھوپال میں بچھنا بھنئے چیکنی جونیر ریسرچ فیلو کی حیثیت سے کام کیا یکم فروری ۱۹۶۸ء سے ۳۱ رجولائی ۱۹۶۹ء تک شعبۂ اُردو، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں، علی گڑھ تاریخ ادب اردو، کے پروجیکٹ میں ریسرچ اسٹینٹ کے طور پر کام کیا۔

وہ بنارس ہندو یونیورسٹی کے شعبۂ اُردو میں ۴ رفروری ۱۹۷۰ء سے ۲ رفروری ۱۹۷۲ء تک بہ حیثیت لکچرر، ۳ رفروری ۱۹۸۲ء سے ۲ رفروری ۱۹۹۰ء تک ریڈر اور ۳ رفروری ۱۹۹۰ء سے ۳۱ دسمبر ۲۰۰۰ء تک صدر شعبۂ اُردو اور پروفیسر کی حیثیت سے خدمات انجام دے کر بنارس کو ہی وطنِ ثانی بنالیا اور یہیں رہے۔ آخری وقت سے دو تین ماہ قبل اپنے آبائی وطن سہسوان تشریف لے گئے تھے اور وہیں ۲۲ ردسمبر کی شام اپنے مالک حقیقی کے دیدار کو لبیک کہا۔

پروفیسر حنیف نقوی کا شمار اُردو کے محقق اور ماہرین غالبیات میں ہوتا ہے۔ بنارس میں مہیش پرشاد مولوی عالم فاضل (وفات ۱۹۵۱ء) اولین غالب شناس کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان کی وفات کے بعد پروفیسر حنیف نقوی نے بنارس ہندو یونیورسٹی میں غالب شناسی کی ایک ایسی مستحکم روایت کی داغ بیل ڈالی جسے ہم بجا طور پر مولوی مہیش پرشاد کی روایت کی کڑی ہی شمار کرتے ہیں لیکن جو محتاط رویہ حنیف نقوی نے اپنایا وہ ان ہی کا خاصہ تھا۔ اس اعتبار سے ان کے پائے کا محقق اور غالب شناس کم تر دیکھا گیا ہے۔ انھیں ان کی خدمات کے صلے میں مختلف ومتعدد معتبر اداروں نے اعزازات سے بھی نوازا۔ یہ اعزازات ایام طالب علمی سے شروع ہو کر تحقیق کی دشوار گزار منزلوں کو طے کرنے کے دوران تک جاری رہے۔ اسی طرح اردو کے محققین و ناقدین اور

مبصرین نے ان کے علمی اور تحقیقی کاموں کو قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ ان کی ۱۷ کتابیں اور سیکڑوں علمی تحقیقی مضامین ہیں۔ انھیں میر اکیڈمی نے، امتیازِ میر اور افتخارِ میر جیسے ایوارڈ سے نوازا۔ غالب انسٹیٹیوٹ نے غالب ایوارڈ اور اتر پردیش اردو اکیڈمی نے مولانا ابوالکلام آزاد اور مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی نے کوثر چاند پوری ایوارڈ دے کر ان کی علمی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا تھا۔

حنیف نقوی کی نصف صدی کی علمی ادبی، تحقیقی خدمات کے اعتراف میں ڈاکٹر سید حسن عباس (صدر شعبۂ فارسی، بنارس ہندو یونیورسٹی) نے، ارمغانِ علمی نذر حنیف نقوی اور ''ادراک'' گوپالپور کا حنیف نمبر ۲۰۱۰ء میں شائع کیا تھا۔ ۲۰۱۱ء میں حنیف نقوی کی مجموعی ادبی خدمات پر بنارس ہندو یونیورسٹی کے شعبۂ فارسی کی طرف سے ایک اسپیشل لکچر کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔

اب ذیل میں دونوں مشاہیر ادب کے خطوط زمانی تسلسل سے پیش کیے جاتے ہیں۔ جب کہ ضروری حواشی مکتوبات کے آخر میں شامل کر دیے گئے ہیں۔

(۱)

4, CHAR BANGLA ROAD
BHOPAL (M.P)

۲۸/ مئی ۶۲ء

عزیزی حنیف صاحب تسلیم

آپ کا خط مورخہ ۲۴ مئی ملا۔ میں ۲۳/ مئی کو لکھنؤ سے واپس آ گیا تھا۔ لکھنؤ میں مسعود حسن رضوی صاحب کے کتب خانے میں امیرؔ کی صرف ایک کتاب ''ہدایت السلطان'' ملی۔ باقی اور چیزوں کی تلاش میں کامیابی نہیں ملی۔ مایوسی میں، میں نے پھر کسی کتاب خانے جانے کا رخ نہیں کیا اور دو دن بعد واپس آ گیا۔

آپ نے جو کتابیں بھیجی ہیں وہ مجھے اب تک نہیں ملیں۔ نقوی صاحب[۱] سے میں آج ملا تھا لیکن انھیں اس بارے میں کچھ علم نہ تھا۔ ممکن ہے جن صاحب کے ذریعہ سے آپ نے کتابیں روانہ کی ہیں وہ ابھی نقوی صاحب تک نہ پہنچے ہوں۔ چند دن ہوئے آفاق صاحب[۲] سے معلوم ہوا تھا کہ یونس[۳] فرسٹ کلاس فرسٹ پاس ہوئے ہیں۔ عزیزہ[۴] کا بھی فرسٹ ڈیویزن آ گیا ہے اور تفصیلات معلوم نہیں ہو سکیں۔

علی گڑھ اور رام پور میں آپ کی وجہ سے بڑی آسانیاں رہیں[۵]۔ مسدس 'ذکر شاہ انبیا' اگر کہیں مل جائے تو اسے اپنے ساتھ لانے کی کوشش کیجیے گا۔ واپسی کی ضرورت ہوگی تو کام نکالنے کے بعد ڈاک سے بھیج دی جائے گی۔[۶]

اب تو شاید آپ چھٹیاں ختم کر کے ہی بھوپال واپس آئیں گے۔

ابو محمد سحر

Mr. Hanif Naqvi M.A
Qazi Mohalla, SASAWAN
Dist. BADAUN(U.P)

(۲)

۱۲/ اگست ۶۲ء

عزیزی حنیف صاحب

خط ملا۔ ''سوانح اسلاف''[۱] پچھلے ہفتہ روانہ نہ کی جا سکی۔ کل پرسوں تک ضرور چلی جائے گی۔ لائبریری کی دونوں

کتابیں بھی مل گئی تھیں۔ 'سوانح اسلاف' کے خطوطِ غالب نوٹ کر کے رکھ رہا ہوں۔ ''مکاتیبِ غالب'' مطبوعہ سے مقابلہ کر کے آئندہ مطلع کروں گا۔ چند دن تک اس کا بالکل موقع نہیں۔ یونس حسنی صاحب۲ کے تقرر کے متعلق انھیں کے ایک خط سے مجھے معلوم ہوا تھا۔
ریسرچ ڈگری کمیٹی کی تاریخیں Expert سے مشورہ کر کے مقرر کی جاتی ہیں۔ اس لیے اس پر کچھ اختیار نہیں۔ ہاں تاریخ معلوم ہونے پر آپ کو فوراً مطلع کرنے کی کوشش کروں گا۔ موضوع کا معاملہ پوری طرح سے اسی وقت طے ہو جائے گا۳۔ آپ تذکروں ہی پر کام کرنے کا ارادہ رکھیے۔ جین صاحب سے فی الحال یہی بات ہوئی ہے۔ امید ہے کہ رجسٹریشن جاری رہ سکے گا۔ خاکہ کے متعلق اس درمیان میں غور کروں گا۔ اُجین جانا ہو تو آپ کا بھوپال ہی سے ہوگا۔ اور کوئی راستہ ہو تو مجھے معلوم نہیں۔
اندور۴ میں غالباً اظہر۵ کو ترجیح دی گئی ہے۔ دوسرا نام باقی۶ کا ہے۔ دیکھیے اظہر کے متعلق اس بار کیا ہوتا ہے۷۔ لیکن چونکہ یہ اطلاع کسی طرح معتبر نہیں اس لیے اس کا کسی سے نہ ذکر کیجیے اور نہ کسی کو کچھ لکھیے۔

ابو محمد سحر

Mr.HANEEF NAQVI M.A
Lect. in Urdu
F.R. Islamia College,BAREILLY (U.P)

(۳)

۱۶/اگست ۶۲ء

عزیزی حنیف صاحب

کتاب۱ کا پارسل آج روانہ کر دیا گیا۔
''خطوط غالب'' مرتبہٗ غلام رسول مہر میں ''سوانح اسلاف'' والا خط نہیں ہے۔ اس لیے امید نہیں کہ کسی اور مجموعہ میں ہوگا۔ مہر نے سبھی اردو خطوط جمع کر دیے ہیں۔

احقر
سحر

Mr.HANEEF NAQVI M.A
Lect. in Urdu
F.R. Islamia College,BAREILLY (U.P)

(۴)

S.N.4, CHAR BANGLA ROAD
BHOPAL (M.P)

۵/ستمبر ۶۲ء

عزیزی حنیف صاحب تسلیم

مضمون مل گیا۔ سرسری نظر سے اسے دیکھ بھی چکا ہوں۔ اب کسی وقت پھر دیکھ کر اگر کوئی خاص بات ہوگی تو لکھوں گا۔ ویسے تو سب باتیں ٹھیک سی معلوم ہوتی ہیں۔
ڈگری کمیٹی۱ کی میٹنگ ۱۵/ستمبر کو ہو رہی ہے۔ احتشام صاحب آ رہے ہیں۔ جین صاحب نے آپ کو پہلے ہی مطلع کر دیا ہے۔ آپ آج ہی موضوع کی تبدیلی کے لیے رجسٹرار کو ایک درخواست بھیج دیجیے۔ چاہے لکھ دیجیے کہ چوں کہ معلوم ہوا ہے کہ بعض یونیورسٹیوں میں اس پر کام ہو چکا ہے اس لیے بہتر ہے کہ مضمون بدل دیا جائے۔ نیا مضمون یہ لکھیے:

''شعرائے اردو کے تذکروں کا تنقیدی و تحقیقی مطالعہ۔ ابتدا سے ۱۸۵۷ء تک''۔ رومن میں ہی لکھ دیجیے۔ انگریزی ترجمے کی فکر نہ کیجیے۔ خاکہ بھی بعد میں چلا جائے گا۔ موضوع یونیورسٹی کو پہنچ جانا زیادہ ضروری ہے۔

خاکے میں پہلا باب 'تذکرہ نگاری' پر کام ہوگا۔ دوسرا 'تذکرہ نگاری کے ابتدائی نمونے'۔ اس کے بعد ادوار قائم کرکے یا ایک ایک تذکرے کا جائزہ مختلف ابواب میں لیا جاسکتا ہے۔ اس کے متعلق آپ کو طے کرنا چاہیے کہ آپ کس طرح لکھنا چاہتے ہیں؟۔ ایک بات آخر میں عمومی جائزے کا اور ہو جائے گا۔ یہ باتیں آپ کے یہاں آنے پر طے کر لی جائیں۔ احقر

سحر

Mr.HANEEF NAQVI M.A

Lect. in Urdu

F.R. Islamia College,BAREILLY (U.P)

(۵)

CRICKET CLUB

Hamidia Arts & Commerce College, Bhopal

PRESIDENT

Prof. Abu Mohad. Saher

۴/اکتوبر ۶۲ء

عزیزی حنیف صاحب تسلیم

آپ کا خط مل گیا۔ مضمون بھیجنے میں بڑی دیر ہوگئی لیکن کیا کروں فرصت بالکل مفقود تھی۔ معلوم نہیں کہ آپ ان دنوں کہاں ہیں۔ خدا کرے یہ خط آپ تک پہنچ جائے۔ رسید سے مطلع کر دیجیے گا۔

مضمون آپ نے بہت اچھا لکھا ہے۔ کہیں کہیں میں نے معمولی سی لفظی ترمیم کی ہے اور کہیں کہیں اب بھی ضرورت ہے۔ مقصد وہی ہے جس کا میں نے آپ سے پہلے ذکر کیا تھا۔ غیر ضروری مفرس اور معرب اسالیب بیان سے جہاں تک ممکن ہو گریز کیجیے۔ اس سے اسلوب زیادہ دلکش ہو جائے گا۔

یونس حسنی صاحب تعطیل میں یہاں آگئے ہیں۔ ۱۵/اکتوبر کو ان کا کالج کھلے گا۔ احقر

سحر

(۶)

۱۹/اکتوبر ۶۲ء

عزیزی حنیف صاحب

خط ملا۔ ''آج کل'' کا مراسلہ میں نے سرسری طور پر دیکھا تھا۔ آپ ضرورت سمجھیں تو مختصر سا جواب لکھ کر بھیج دیجیے۔ شاید آج کل والے بحث کو طول دینا پسند نہ کریں گے۔ لیکن آپ کا جواب کم از کم ایڈیٹر کے رفع شکوک کے لیے مفید رہے گا۔ جواب کا لب و لہجہ عالمانہ اور سنجیدہ رکھیے۔

یونس حسنی صاحب اپنے کاتب سے معاملہ کرا دیا تھا۔ ایک باب میں نے انھیں لکھنے کے لیے بھی دے دیا تھا۔ چند صفحات بطور نمونہ دکھانے کا وعدہ تھا۔ دو تین بار ان کے پاس جا چکا ہوں لیکن ابھی تک انھوں نے کچھ نہیں لکھا۔ دیکھیے آئندہ کیا

کرتے ہیں۔ مجھے تو مشکل ہی معلوم ہوتا ہے۔ پیشہ ور کاتبوں سے لکھوانے میں یہی قباحت ہے۔ سوچ رہا ہوں کہ کسی طالب علم کو تلاش کروں۔ ایک جلد میں نے تقریباً لکھ ڈالی ہے۔ پہلا باب اور ماحصل لکھنا باقی ہے۔ اگر دوسری جلد کسی طرح کاتب نے لکھ دی تو تیسری جلد کے لیے تو یقیناً کوئی نہ کوئی انتظام کرنا پڑے گا۔

فراقؔ صاحب کی علالت کے متعلق ایک ذریعہ سے معلوم ہوا تھا کہ ان کی حالت اتنی نازک نہیں ہے جتنی اخباروں سے معلوم ہوئی ہے، لیکن اس کو کئی دن ہو گئے۔ خدا معلوم اب کیا حال ہے؟

جینؔ صاحب بھوپال ہی میں ہیں۔ آپ کے خط کا جواب نہ دینے کا سبب یہ ہوا کہ کہ دیوالی کی وجہ سے مکان کی سفیدی وغیرہ میں مصروف ہیں۔ خط تو مل گیا ہوگا۔ احقر

ابومحمد سحرؔ

Mr.HANEEF NAQVI M.A
Lect. in Urdu
F.R. Islamia College,BAREILLY (U.P)

(۷)

۱۷/ دسمبر ۶۲ء

عزیزی حنیف صاحب تسلیم

آپ کا خط ملا تھا۔ پچھلے خط میں تو کوئی جواب طلب بات نہ تھی اس لیے میں نے جواب الجواب ضروری نہیں سمجھا۔ اس خط کے جواب میں مختلف اسباب کی وجہ سے دیر ہوتی چلی گئی۔ طبیعت بھی چند دنوں خراب رہی۔

مقالے میں خاتمہ لکھنا باقی ہے۔ اس کے بعد مآخذ کی فہرست مرتب کرنا ہوگی۔ علٰحدہ سے ایک خلاصہ بھی بھیجنا پڑتا ہے۔ اس کو بھی چار و ناچار لکھنا پڑے گا۔

نقل کرانے میں بڑی الجھنیں رہیں۔ خورشید صاحب دس روپے پیشگی غبن کر کے بیٹھ گئے۔ ان سے مسودہ لے لینا ہی غنیمت رہا۔ دوسرا کوئی انتظام بھی نہ چل سکا۔ مجبوراً میں نے اب علی گڑھ میں ایم۔ حبیب خاں صاحب سے ٹائپ کے لیے معاملہ کر لیا ہے۔ تین جلدیں ۹/ فی صفحہ میں ٹائپ ہوں گی۔ سو روپے پیشگی بھیجے جائیں گے۔ زیادہ سے زیادہ سوا مہینے میں کام ختم ہو جائے گا۔ اگر وعدے کے مطابق کام ہو گیا تو بہت سی الجھنوں سے نجات مل جائے گی۔

یہ جان کر خوشی ہوئی کہ آپ کچھ نہ کچھ کام کرتے جا رہے ہیں ''گلشنِ گفتار'' تو میرے پاس ذاتی بھی موجود ہے۔ ''عمدۂ منتخبہ'' لائبریری میں آ گیا ہے۔ ''تحفۃ الشعرا'' کے متعلق صحیح علم نہیں۔

یعقوب صاحب کا تو پھر پتہ نہ چلا۔ اوروں کے بارے میں یہ نہیں معلوم کہ ان کے کام کی کیا رفتار ہے۔ خدا کرے سب سے پہلے آپ ہی مقالہ مکمل کر لیں۔

مضمون کی منظوری کے متعلق یونیورسٹی سے شاید آپ کو اطلاع مل گئی ہوگی۔ میرے پاس تو صرف یہ اطلاع آئی ہے کہ نگراں کر لیا گیا ہے۔

احقر: سحرؔ

Mr.HANEEF NAQVI M.A
Lect. in Urdu
F.R. Islamia College,BAREILLY (U.P)

(۸)

۲۵/دسمبر ۶۲ء

عزیزی حنیف صاحب تسلیم

خط ملا۔کارواں کی مشکل تو کارواں وجود حقیقت کہہ کر حاصل کی جا سکتی ہے۔اصل مشکل نقشِ قدم کی توجیہ کرنے میں ہے۔زمانہ یا رہبر صوفیوں نے ذاتِ حقیقی کا پرتو قرار دیا ہے۔اس طرح نقشِ قدم کے مٹنے سے بہ ظاہر کائنات کے فانی ہونے کی طرف اشارہ لیا جا سکتا ہے۔مختصر یوں سمجھیے کہ چونکہ ایک عارف کے نزدیک فنا کے ڈانڈے بقا سے ملے ہوئے ہیں اس لیے وہ کائنات میں فنا کی ظاہری علمداری سے گم راہ نہیں ہو سکتا اور اپنی منزل مقصود پر پہنچ کر رہے گا۔

ویسے آپ سے یہ بھی عرض کر دوں کہ تصوف کے زیر اثر شاد آ کو اس قسم کے مبہم شعر کہنے کا خاص ملکہ ہے۔طلبہ کے معیار کو دیکھتے ہوئے اگر شعر کو کارواں سے بچھڑے ہوئے ایک ایسے مسافر تک محدود رکھا جائے جو کارواں کے نقش قدم مٹنے کے باوجود بھی اس کو پالنے کا حوصلہ رکھتا ہے تو بہتر رہے گا۔

پچھلے ہفتے ایم۔حبیب خاں صاحب کو مقالے کے تین ابواب مع پیشگی رقم روانہ کر دیے ہیں۔وعدے کے مطابق اب کام جلد اور اچھا ہو جائے تو تمام الجھنوں سے نجات مل جائے۔مقالے کا خاتمہ' کتابیات اور خلاصہ ابھی تک مکمل نہیں کر سکا۔مقالے کا کافی حصہ ابھی مسیح الزماں صاحب کے پاس سے واپس بھی نہیں آیا ہے۔کالج میں ۳۱ دسمبر تک چھٹیاں ہیں۔چاہتا ہوں کہ اس دوران میں اس کام سے بالکل سبکدوش ہو جاؤں۔اس کا بہت کچھ انحصار الٰہ آباد سے بعض ابواب کی واپسی پر ہے۔دیباچہ میں نے لکھ ڈالا ہے۔اس میں علی گڑھ اور رام پور کے سفر کے سلسلہ میں آپ کے تعاون کا میں نے خاص طور سے اعتراف کیا ہے۔

اپنے مقالے کے سلسلے میں کچھ نہ کچھ کر لیا جائے۔گرمی کی تعطیل میں، اگر آپ اسے ممکن کر لیں گے تو بڑی بات ہوگی۔

احقر: سحر

Mr.HANEEF NAQVI M.A
Lect. in Urdu
F.R. Islamia College,BAREILLY (U.P)

(۹)

یکم فروری ۶۳ء

عزیزی حنیف صاحب

خط موصول ہوا تھا۔میں آج ''مولانا آزاد لائبریری'' گیا تھا۔بدقسمتی سے وہاں ''تذکرۂ شعرائے اردو'' کا پہلا ایڈیشن ملا لیکن دوسرا نہ مل سکا۔لائبریری میں بہت دنوں سے پلاسٹر ہو رہا ہے جس سے سارا نظام درہم و برہم ہو گیا ہے۔اسی دن پھر تذکرہ تلاش کرنے کی کوشش کروں گا۔کامیابی ہوئی تو ضرور باتیں آپ کو لکھ بھیجوں گا۔

اس لحاظ سے تذکروں کا تقابلی مطالعہ اچھا رہے گا۔آپ اسے قدیم تذکروں کی ایک خصوصیت کی حیثیت سے پیش کیجیے۔سرقے کا نام ہی کیوں دیجیے کہ الزام کا سوال پیدا ہو۔پرانے زمانے میں یوں بھی حوالے دینے کا طریقہ نہ تھا۔

پیشگی وصول کرنے کے بعد حبیب خاں صاحب بھی رنگ دکھا رہے ہیں۔ایک خط بہ مشکل آیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ

۲۰ دن میں ۲۵ صفحے ٹائپ ہوئے ہیں۔ سوا مہینے میں پورا مقالہ ٹائپ کرنے کا وعدہ تھا۔ دیکھیے کیا معاملہ پیش آتا ہے۔ میں تو کافی مایوس ہو رہا ہوں۔ آج کل فہرست مآخذ ترتیب دے رہا ہوں۔ اس کے بعد صرف خلاصہ لکھنا رہ جائے گا۔ خلاصے کی تین نقلیں بھی داخل ہونی ہیں۔

آپ کے خط سے رازؔ صاحب کے انتقال کا پتہ چلا۔ ۲۲/ دسمبر کا پرچہ میں نے بھی دیکھا ہوگا لیکن مجھے مطلق خیال نہ ہوا کہ اس میں رازؔ یزدانی ؒ صاحب کی وفات کی خبر بھی تھی۔ افسوس ہوا۔ ادبی اہمیت کے علاوہ بڑے مخلص آدمی تھے۔

احقر: سحر

Mr.HANEEF NAQVI M.A
Lect. in Urdu
F.R. Islamia College,BAREILLY (U.P)

(۱۰)

۱۱؍فروری ۶۳ء

عزیزی حنیف صاحب

پوسٹ کارڈ کا جواب بھیج چکا تھا کہ آپ کا لفافہ موصول ہوا۔ ۴/ فروری کو آپ کے مراسلے پر ضروری کاروائی کر کے میں نے رجسٹرار کو روانہ کر دیا ہے۔

''تذکرۂ شعرائے اردو'' کا دوسرا ایڈیشن تو کالج لائبریری ہی میں موجود تھا۔ اس میں مقدّمے کے آخر میں ایک نوٹ اور تذکرہ کے آخر میں 'خاتمہ' کے عنوان سے ایک عبارت نئی ہے۔ انھیں درج کر رہا ہوں۔ باقی عبارت میں بظاہر کوئی تبدیلی نہیں معلوم ہوتی۔ مجھے ادھر پھر بخار آ گیا تھا۔ تین چار دن سے افاقہ ہے۔ امید ہیں آپ اچھے ہوں گے۔

احقر: سحر

Mr.HANEEF NAQVI M.A
Lect. in Urdu
F.R. Islamia College,BAREILLY (U.P)

(۱۱)

۲۲؍فروری ۶۳ء

عزیزی حنیف صاحب تسلیم

خط ملا تھا۔ مجھے پھر ادھر نزلے کی شکایت بڑھ گئی تھی۔ بخار بھی آیا۔ چند دن سے بہتر ہوں۔ اب کی جو علاج ہو رہا ہے اس سے مستقل فائدے کی امید ہے۔

آپ کے کام کی رفتار بڑی امید افزا ہے۔ لیکن اتنی محنت بھی نہ کیجیے کہ صحت پر برا اثر پڑے۔ خدا کرے آپ کی آنکھوں میں جو شکایت ہو گئی تھی وہ دور ہو گئی ہو۔

یونس حسنی صاحب نے بھی یونیورسٹی کو اسی قسم کا مراسلہ بھیجا تھا۔ اسے تکمیل کر کے میں نے روانہ کروا دیا ہے۔ آپ کا مراسلہ پہنچنے پر یونیورسٹی نے منظوری کے متعلق ضروری اطلاع آپ کو بھیج دی ہے۔ میرے پاس نقل آئی جس سے اس کا پتہ چلا۔

معلوم ہوتا ہے ابھی یہ اطلاع آپ کو نہیں ملی۔ یونیورسٹی سے خط بھوپال کے پتے پر آیا ہوگا۔ اب یہاں سے جب کوئی بھیجے گا تو آپ کو ملے گا۔

امیر مینائی کا وہ قصیدہ جس کا زمانہ 'امیر مینائی' مرتبہ جلیل مانکپوری میں دیکھ چکا ہوں۔ 'نگار' کا وہ پرچہ میں نے نہیں دیکھا۔ اب آپ کے لکھنے سے گمان ہوتا ہے کہ کہیں اس مطبوعہ قصیدے کو کسی صاحب نے غیر مطبوعہ کہہ کر تو نہیں چھپوا دیا ہے۔ ذرا لکھیے کہ ''نگار'' میں اس کا چھپوانے والا کون ہے۔ قصیدے کے ساتھ اگر کوئی عبارت ہے تو اس میں کیا لکھا ہے اور کل کتنے اشعار ہیں۔

حبیب خاں صاحب کا ابھی ایک خط آیا جس سے معلوم ہوا کہ دو ابواب ٹائپ کرا کے انھوں نے روانہ کیے ہیں۔ پارسل شاید دوپہر تک آجائے یا پھر کل آئے گا۔ اس اطلاع سے کافی اطمینان ہوا ورنہ میں تو بہت پریشان تھا۔

قلمی نسخوں کے متعلق کوشش کروں گا، لیکن امید بہت کم ہے کہ پٹنہ سے آجائیں۔

احقر: سحر

Mr.HANEEF NAQVI M.A

Lect. in Urdu

F.R. Islamia College,BAREILLY (U.P)

(۱۲)

۱۰/اپریل ۶۳ء

عزیزی حنیف صاحب تسلیم

آپ کا خط ملا تھا۔ جواب میں دیر ہوتی چلی گئی۔ صحت کی خرابی اور کام کے علاوہ کچھ اور پریشانیاں بھی رہیں۔ انتہا یہ ہوئی کہ فتح پور سے خالو صاحب کی شدید علالت کا تار آنے پر تین دن کے لیے وہاں بھی جانا پڑا۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ طبیعت سنبھل گئی۔

ڈاکٹر محمد حسن[۱] کا مضمون میں نے تلاش کیا۔ ۱۵ اور ۲۲ کے شمارے تو آپ کو مل ہی گئے ہیں۔ میرے پاس جو پرچے اور نکلے بھیج رہا ہوں۔ شروع کے ایک یا دو پرچوں کا پتہ نہ چلا۔ جین صاحب اپنے والد کے انتقال کے غم میں تھے۔ پرسوں ہی وطن سے واپس آئے ہیں۔ اب ان سے ذکر کروں گا۔ یکم مارچ اور ۸ مارچ ۱۹۶۰ء کے پرچے مل گئے تو بھیج دوں گا۔ جہاں تک ممکن ہو تذکرے[۲] خود بھی دیکھنے کی کوشش کیجیے گا۔ جو کتاب دستیاب ہو سکے اس کے لیے ثانوی ماخذ پر اکتفا نہ کرنا چاہیے۔ نہ ملے تو اور بات ہے۔

ادھر حبیب خاں صاحب نے کام اتنی جلدی کرا دیا کہ میں مواد وقت پر نہ بھیج سکا۔ اب آخری قسط ان کے پاس گئی ہوئی ہے۔ زیادہ نہیں ۲۵ صفحات ہوں گے۔ پارسل بھیجے ہوئے دو ہفتے ہو رہے ہیں۔ خلاف معمول ان کا کوئی خط نہیں آیا۔ ایک نہ ایک الجھن لگی رہتی ہے۔ نقلوں کی تصحیح بھی ابھی کافی باقی ہے۔

یونس حسنی صاحب[۳] یہاں آگئے ہیں۔ کبھی کبھی ملاقات ہو جاتی ہے۔ ''سفینۂ ہندی'' کا لج لائبریری میں کچھ سراغ نہ ملا۔

اتنے دن کے بعد بھی بڑی عجلت میں خط لکھ رہا ہوں۔ رسید سے مطلع کر دیجیے گا۔

احقر: سحر

۲۴؍اپریل ۶۳ء

S.N.4-CHAR BANGLA ROAD
BHOPAL (M.P)

عزیزی حنیف صاحب   تسلیم

خط ملا تھا۔علاوہ اور باتوں کے اس درمیان میں ڈاکٹر اعجاز حسین صاحب اور آلِ احمد سرور صاحب کی آمد کی وجہ سے کافی مصروف رہا۔اعجاز صاحب میرے ہی یہاں ٹھہرے تھے اور چوتھے دن بمبئی تشریف لے گئے۔

''تحفۃ الشعرا'' حال ہی میں شائع ہوا ہے۔قتیل صاحب نے مرتب کیا ہے۔ہماری لائبریری میں ابھی تک نہیں آیا۔پبلیشر کا نام نہیں معلوم۔گمان غالب ہے کہ حیدر آباد ہی سے شائع ہوا ہے۔سید علی اللہ کے مطابق ۱۱۶۵ھ کی تالیف ہے۔

رام پور جانا ہو تو دو باتوں کے بارے میں مجھے لکھیے گا۔ایک تو یہ کہ مکاتیب غالب مرتبہ عرشی کا چوتھا ایڈیشن کہاں سے شائع ہوا ہے؟۔دوسرے ''نمونۂ امیر الغات'' کی لمبائی چوڑائی کیا ہے۔میں نے اس کی ناپ لی تھی لیکن وہ پڑھنے میں صحیح نہیں معلوم ہوتی۔شاید غلط درج ہو گئی ہو۔یہ معلومات آپ اسی وقت بھیجیں گے جب رام پور جائیں۔محض ان کے لیے رام پور جانے کی مطلق ضرورت نہیں۔اگر آپ نہ گئے تو بیدار صاحب کو خط لکھ کر پوچھ لوں گا۔

علی گڑھ سے مقالے کی آخری قسط کا انتظار ہے۔امید ہے آج کل میں آجائے گی۔تصحیح کر رہا ہوں۔داخل کرتے کرتے غالباً ایک ماہ اور لگ جائے گا۔ایک خبر یہ ملی تھی کہ آپ بمبئی جانے والے تھے؟۔معلوم نہیں کہاں تک صحیح ہے۔

احقر: سحر

Mr.HANEEF NAQVI M.A
Lect. in Urdu
F.R. Islamia College,BAREILLY (U.P)

(۱۴)

۲۸؍مئی ۶۳ء

عزیزی حنیف صاحب   تسلیم

آپ کا خط ملا۔''نمونۂ امیر اللغات'' اور ''مکاتیب غالب'' کے متعلق ضروری معلومات فراہم کرنے کے لیے شکر گزار ہوں۔مقالہ تیار ہو گیا تھا۔چند دن ہوئے میں نے یونیورسٹی کو روانہ کر دیا۔امید ہے آپ کو زکام سے نجات مل گئی ہوگی۔

آج کل چھٹی بھی ہے اور فرصت بھی۔کاش اطمینان بھی ہوتا۔شاید اطمینان اسی لیے نہیں کہ فرصت ہے۔کام کی عادت پڑ جانے کے بعد فرصت میں اطمینان نہیں حاصل ہوتا۔

یہ تو آپ کو اخباروں سے معلوم ہو ہی گیا ہوگا کہ وزیر تعلیم اب ڈاکٹر شرما کے بجائے پنڈت شمبھو ناتھ شکلا ہو گئے ہیں۔

ڈاکٹر جین صاحب بھی رام پور جانے والے تھے۔شاید پہنچے ہوں یا وطن سے واپسی میں پہنچیں۔یونس صاحب بھی ٹونک چلے گئے ہیں۔

احقر: سحر

Mr. Hanif Naqvi M.A
Qazi Mohalla, SASAWAN
Dist. BADAUN(U.P)

(۱۵)

۵/ستمبر ۶۳ء

عزیزی حنیف صاحب تسلیم

بریلی پہنچنے کے بعد آپ کا ایک خط ملا تھا۔ میری طبیعت اس درمیان بہت خراب رہی جس کی وجہ سے آپ کو خط نہ لکھ سکا۔ اب بھی پوری طرح ٹھیک نہیں ہے۔

امید ہے رہائش کے سلسلے میں آپ جس مشکل سے دوچار تھے، وہ اب آسان ہوگئی ہوگی۔

''نیا دور''، لکھنؤ میں آپ کا مضمون نظر سے گذرا تھا[۱]۔ تازہ پرچے میں یونس حسنی صاحب[۲] کا مضمون شائع ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ آپ لوگ خوب لکھ رہے ہیں اور شائع ہو رہے ہیں۔ انشا اور ریختی کی بحث بھی اچھی چھڑ گئی ہے۔ وہی جلد بازی والا معاملہ ہے۔ یونس حسنی صاحب دہلی چلے گئے ہیں۔[۳]

احقر: سحر

Mr.HANEEF NAQVI M.A

Lect. in Urdu

F.R. Islamia College,BAREILLY (U.P)

(۱۶)

۱۳/ستمبر ۶۳ء

عزیزی تسلیم

خط ملا۔ گورکھپور کا معاملہ کچھ ایسا تھا کہ میں نے قصداً کچھ نہ لکھا تھا۔ اگر آپ انٹرویو میں جانے والے تھے اور یہاں سے خط ملنے پر رک گئے تو آپ کے ساتھ واقعی حادثۂ عظیم ہوا۔ ایک تو آپ کو خط لکھنا نہ صرف غیر ضروری بلکہ خلاف ضابطہ بھی تھا دوسرے معاملات کو پوری طرح سمجھے بغیر آپ کو خواہ مخواہ مایوس کر دیا۔ نادان کی دوستی اسی کو کہتے ہیں۔ کاش آپ اس خط کی پروا کیے بغیر انٹرویو میں چلے جاتے۔ ایک بات ہمیشہ کے لیے سن رکھیے۔ اگر آپ فضول قیاسات اور پیش بندوں کی وجہ سے انٹرویو میں جانا منسوخ کرتے رہیں گے تو کامیابی ناممکن ہو جائے گی۔ سفارش اور ذرائع کی اہمیت ہے۔ اس سے غافل نہ رہنا چاہیے۔ لیکن اچھی جگہوں کے لیے قسمت آزمائی بھی شرط ہے۔ مصارف بھی آپ برداشت کر سکتے ہیں۔ پھر قسمت آزمائی بلکہ زور آزمائی سے آپ کیوں باز رہیں۔

بیمار پر آپ کا مضمون ستمبر کے ''نگار'' کراچی میں بھی شائع ہوا ہے۔ شاید ''نیا دور'' ہی سے نقل کیا گیا ہے۔ دونوں میں صاحب ''گلستان سخن'' کا نام قادر بخش صابری شائع ہوا ہے۔ صحیح صابر ہے۔ کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ ''دستور الفصاحت'' میں بھی قادر بخش صبا غلط درج ہے۔ امیر مینائی کے ایک خط میں صابر بخش ملتا ہے۔

ریختی اور انشا پر شعور کا مراسلہ تو اسی شمارے میں تھا جس میں آپ کا مضمون شائع ہوا تھا۔ ستمبر میں جین صاحب کا جواب آیا ہے۔

مکان کی مشکل اب تک حل نہ ہوئی، تعجب ہے۔ میری طبیعت اب غنیمت ہے۔ مقالہ ممتحنین کو بھیج دیا گیا ہے۔ اس سے زیادہ کچھ خبر نہیں۔

وکرمِ! ایس جگہ ہوئی تو آپ کے لیے ضرور کوشش کی جائے گی۔

مخلص
سحر

Mr.HANEEF NAQVI M.A
Lect. in Urdu
F.R. Islamia College,BAREILLY (U.P)

(۱۷)

۸/اکتوبر ۶۳ء

عزیزی حنیف صاحب تسلیم

خط ملا۔ میری طبیعت ٹھیک ہے۔ لیکن جسم میں کوئی اندرونی گڑبڑ سی ہوگئی ہے کہ اپنے آپ کو سو فیصدی تندرست محسوس نہیں کرنے دیتی۔

آپ نے یہ اچھا کیا کہ گورکھپور درخواست روانہ کردی۔ خدا کرے انٹرویو جلد ہو اور آپ کامیاب ہوں۔ شاید جین صاحب نے آپ کو لکھا ہو۔ یہاں جبل پور میں اردو کے لکچرر کی ایک جگہ ہوگئی ہے۔ آپ کی درخواست سکریٹری تعلیم کے پاس موجود ہوگی۔ وزیرِ تعلیم ڈاکٹر شرما صاحب ہیں۔ کچھ کوشش یہاں بھی کیجیے تو کیا مضائقہ ہے۔ اظہر صاحب کے متعلق یقینی طور پر کچھ نہیں معلوم۔

اردو میں سیہور اور ریوا میں اسسٹینٹ پروفیسر کی جگہیں بھی خالی پڑی ہیں۔ رضوی صاحب! کے سیہور جانے کا امکان ہے۔ ریوا کی جگہ پر کی گئی تو میرا نمبر بھی آئے گا۔ جلد کام ہونے کے لیے دوڑ دھوپ کی ضرورت ہے اور وہ مجھ سے ہوتی نہیں۔ دیکھیے کیا صورت پیش آتی ہے۔

'اردو ادب' کا ادھر کوئی نیا پرچہ نہیں آیا۔ 'نگار' کے جس پرچے میں آپ کا مضمون شائع ہوا ہے وہ میرے پاس موجود ہے لیکن آپ کے لکھنے کے مطابق کوئی خط نیاز صاحب کو اب تک نہیں بھیج سکا۔ بہتر ہو کہ آپ خود ہی ایک خط ڈال دیں۔
پتہ: ۳۲۔ گارڈن مارکیٹ، کراچی ۳ ہے۔

شعور بریلوی صاحب تو غالباً بریلی میں ہی رہتے ہوں گے۔ کیا آپ سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔

گورکھپور میں آپ کے لیے جانے کے امکانات بہت قوی ہیں بشرطیکہ جین صاحب ایکسپرٹ ہوں اور زخمی صاحب! آپ کو لینا چاہیں۔ اگر زخمی نے کسی مقصد سے پچھلی بار تقرر نہیں ہونے دیا تو کامیابی آسان نہ ہوگی۔ جین صاحب کے اندازے کا کوئی بھروسا نہیں۔ لوگ بڑی گہرائی سے کام کرتے ہیں۔ اگر کسی ذریعے سے زخمی کو ہموار کرنے کی کوشش ہو سکے تو کامیابی کا پورا یقین ہو سکتا ہے۔

احقر
سحر

Mr.HANEEF NAQVI M.A
Lect. in Urdu
F.R. Islamìa College,BAREILLY (U.P)

(۱۸)

S.N.4-CHAR BANGLA ROAD

BHOPAL (M.P)

۲۹/اکتوبر ۶۳ء

عزیزی حنیف صاحب تسلیم

ابھی ابھی ایک صاحب سے معلوم ہوا کہ آپ کو جونیر فیلوشپ مل گئی ہے۔ ہندوستان ٹائمز میں فہرست شائع ہوئی ہے جس میں آپ کا نام بھی ہے۔ دلی مسرت ہوئی۔ مبارکباد قبول کیجیے۔ پھر انھیں بزرگوار کے روپے کا خیال آتا ہے۔ اگر آپ مایوسی کے شکار ہو کر درخواست نہ دیتے تو یہ موقع بھی ہاتھ سے نکل جاتا۔

میرا ارادہ الٰہ آباد جانے کا تھا لیکن طبیعت کے اتار چڑھاؤ کی وجہ سے اب تک جانے کی نوبت نہیں آئی۔ اب ۵/نومبر کو جانے کا خیال ہے۔ اگر اس تاریخ کو روانگی نہ ہوئی تو ارادہ منسوخ کر دوں گا۔

فیلوشپ کے قبول کرنے کے متعلق اپنے فیصلے اور آئندہ پروگرام سے مطلع کیجیے گا۔

احقر:
سحرؔ

Mr.HANEEF NAQVI M.A

Lect. in Urdu

F.R. Islamia College,BAREILLY (U.P)

(۱۹)

بھوپال

۱۹/نومبر ۶۳ء

عزیزی حنیف صاحب تسلیم

سفر پر جانے سے پہلے آپ کو ایک خط لکھ چکا ہوں۔ امید تھی کہ واپسی پر آپ کا خط ملے گا لیکن نہیں ملا۔

ڈاکٹر جبین صاحب کے خطوں سے آپ کو معلوم ہوا ہوگا کہ کالج میں آپ کے متعلق ضروری اطلاع آ گئی ہے۔ اب آپ لکھیے کہ آپ کیا سوچ رہے ہیں۔ میرے خیال میں تامل کی کوئی وجہ نہیں۔

امید کہ جواب جلد دیں گے۔

احقر:
ابو محمد سحرؔ

Mr.HANEEF NAQVI M.A

Lect. in Urdu

F.R. Islamia College,BAREILLY (U.P)

پس نوشت: ڈاکٹر یونس حسنی صاحب سے متعلق حواشی میں اضافے اُن سے دریافت کر کے شامل کیے گئے ہیں۔ مدیر

حواشی:

خط:۱

۱ سید افتخار احمد نقوی مالک پاپولر بک ہاؤس، موتی مسجد بھوپال۔
۲ پروفیسر آفاق احمد خاں، حمیدیہ کالج بھوپال میں تھے ایم۔اے اُردو کرنے کے بعد یہیں لیکچرر ہوئے اور پروفیسر سے ریٹائر ہوئے۔افسانہ نگار، نقاد کی حیثیت سے بھی معروف ہوئے ادبی انجمنوں کے رکن بھی رہے۔
۳ پروفیسر یونس حسنی، سابق صدر شعبۂ اردو کراچی یونیوسٹی، کراچی۔آپ نے ۱۹۶۲ء میں ''حمیدیہ کالج''، بھوپال سے ایم۔اے اُردو کیا۔آج کل وفاقی اُردو یونیورسٹی (مولوی عبدالحق کیمپس کراچی) میں ویزیٹنگ پروفیسر ہیں۔
۴ پروفیسر عزیز انصاری سابق صدر شعبۂ اردو حمیدیہ کالج بھوپال۔
۵ مکتوب نگار اور مکتوب الیہ کا یہ سفر اپنے اپنے تحقیقی مقالوں کی تیاری کے سلسلے میں ہوا تھا۔
۶ یہ خط اُس زمانے کا ہے جب ابوسحر صاحب، امیر احمد امیر مینائی پر پی ایچ۔ڈی کر رہے تھے۔آپ کا یہ مقالہ ''مطالعۂ امیر'' کے نام سے نسیم بک ڈپو لکھنؤ سے ۱۹۶۴ء میں شائع ہو چکا ہے۔

خط نمبر۲:

۱ ولایت کی تصنیف۔
۲ ڈاکٹر حسن صاحب کا بحیثیت لیکچرر اُردو پہلا تقرر ''مہارانا بھوپال کالج'' اودھے پور میں ہوا تھا۔اُس کے بعد ''گورنمنٹ مادھو پوسٹ گریجویٹ کالج'' اُجین سے وابستہ ہوئے۔
۳ مکتوب الیہ نے ابتدا میں بینی نرائن کی شخصیت اور کارناموں پر کام کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔
۴ مدھیہ پردیش پبلک سروس کمیشن کا مستقر۔
۵ پروفیسر اظہر راہی۔
۶ پروفیسر عبدالباقی (جبل پور والے)
۷ کمیونسٹ طلبا کی انجمن سے تعلق کی بنا پر اس سے پہلے ایک بار ان کا تقرر رد کیا جا چکا تھا۔

خط:۳

۱ سوانح اسلاف۔

خط:۴

۱ ریسرچ ڈگری کمیٹی۔
۲ حنیف نقوی صاحب نے سحر صاحب کے دیے گئے موضوع پر پی ایچ ڈی کا تحقیقی مقالہ لکھا۔یہ شائع ہو چکا ہے۔ تفصیلی مطالعے کے لیے دیکھیں ''ادراک'' بنارس کا حنیف نقوی نمبر۔

خط:۶

۱ حسنی صاحب نے اپنا ایم۔اے کا مونوگراف جس سے کتابت کرایا تھا وہ کٹے ہوئے قلم سے لکھتا تھا اس سے یہ

فائدہ ہوتا تھا کہ کاربن پیپر رکھ کر تین کاپیاں آسانی سے تیار ہو جاتی تھیں کیوں کہ اُس زمانے میں فوٹو کاپی نہیں ہوتی تھی اور مقالے کی تین کاپیاں جمع کرائی جاتی تھیں۔ یہ کاتب اس طرح کے کاموں کا ماہر تھا۔

خط:۷

۱۔ مکتوب الیہ کے ہم سبق، ایم اے کے ساتھی۔

خط:۱۲

۱۔ مبتلا میرٹھی از ''تذکرۂ طبقات سخن'' کے نسخۂ شاہ جہان پور کے (۱۹۶۰ء سے ۸/اپریل ۱۹۶۰ء) تک متعلقہ پروفیسر محمد حسن کا ایک مضمون جو ہفت روزہ ''ہماری زبان'' علی گڑھ کے ۱۵/جنوری کے مختلف شماروں میں بالاقساط شائع ہوا تھا، اسی کی طرف اشارہ ہے۔

۲۔ طبقاتِ سخن، نسخۂ شاہ جہان پور۔

۳۔ اودھے پور میں ملازمت ختم ہونے کے بعد حسنی صاحب بھوپال آ گئے تھے اور بے روزگار تھے۔

خط:۱۳

۱۔ مکتوب الیہ نے اسلامیہ کالج بریلی کے وفد کے ساتھ سیدنا ملا طاہر سیف الدین کی پلیٹنم جوبلی تقریب میں شرکت کی تھی اسی طرف اشارہ ہے۔ پروفیسر اعجاز صاحب بھی اسی تقریب میں شرکت کے لیے بھوپال سے بمبئی تشریف لے گئے۔

خط:۱۴

۱۔ ڈاکٹر شنکر دیال شرما۔

۲۔ یونس حسنی صاحب کا آبائی گھر ٹونک میں تھا۔

خط:۱۵

۱۔ غالباً شیخ علی بخش بیمار سے متعلق مضمون کی طرف اشارہ ہے۔

۲۔ مضمون کا عنوان ''مضطر خیر آبادی کا ایک قصیدہ تھا''۔

۳۔ دہلی میں حسنی صاحب نے بے روزگاری سے تنگ آ کر اخبار ''دعوت''، دہلی میں ملازمت کر لی تھی۔

خط:۱۶

۱۔ وکرم یونیورسٹی اجین۔

خط:۱۷

۱۔ پروفیسر سید سلیم حامد رضوی۔

۲۔ پروفیسر محمود الٰہی زخمی صدر شعبۂ اُردو گورکھپور یونیورسٹی۔